تباہ کن حالات کے بعد موجودہ حکومت کو مستعفی ہو جانا چاہیئے تھا اور نئی حکومت کے انتخابات تک فوجی حکومت قائم ہونی چاہیئے تھی۔ یا کم از کم سندھ کی صوبائی حکومت کو ہی مستعفی ہو جانا چاہیئے تھا۔

۱۴۔ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ یہ ہنگامے بھی ملکی مسائل سے توجہ ہٹانے کے لیے کئے گئے ہیں۔ خصوصاً بھارتی اور پاکستانی وفود کی ملاقات اور مشنری اسکولز کی واپسی سے توجہ ہٹانے کے لیے تاکہ ان میں روا رکھی گئی بزدلی، بے غیرتی اور غیر اسلامی وغیر ملی اخلاق پر عوامی احتجاج اور لعن طعن سے بچا جا سکے۔

بہرحال یہ جان و مال کی ناقابلِ بیان تباہی پاکستان کی بدنامی کا باعث اور امّتِ مسلمہ کی اخلاقی اور ذہنی پستی کی عکاس ہے۔ یہ اور اسی طرح کے دیگر ہنگامے نظامِ اسلام کے عدم نفاذ کا باعث ہیں کہ جس کی وجہ سے عوام و خاص کو کئی درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور انہی درجہ بندیوں کے مطابق قانون لاگو کیا جاتا ہے۔ اگر اس ملک خداداد پاکستان کا تحفظ اور ترقی مقصود ہے تو جلد از جلد اسلامی نظام نافذ کر دیا جانا چاہیئے تاکہ قانون بلاتقسیم رنگ و نسل اور بلاتخصیص اعلیٰ و ادنیٰ جاری ہو اور صحیح معنوں میں مساواتِ محمدیؐ رائج ہو سکے۔

موجودہ حکومت کی طرف سے حکومتی سربراہ نے عیسائیوں کی ایک خاص تقریب میں مشنری اسکولز وغیرہ کی واگزاری کا اعلان کیا ہے جس سے ہر صاحب شعور اور اسلامی و ملی ذہن کا مالک حیران و پریشان ہو گیا ہے۔

بھٹو دور میں نظامِ تعلیم کی بہتری کے لیے عوامی احتجاج پر ملک بھر کے مختلف نظام ہائے تعلیم پر مشتمل تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا تھا تاکہ پورے ملک کا ایک ہی نظامِ تعلیم ہو اور اس طرح سے کم از کم طلبا کی حد تک ہی ذہنی درجہ بندی قائم نہ ہو۔ مگر موجودہ حکومت نے محض اپنے سیاسی مفاد کے لیے اور ایک سپر پاور کو خوش کرنے کیلئے عیسائیت کے مبلغ اور مشنری اداروں کی واپسی کا اعلان کر کے بے غیرتی اور بزدلی کا ثبوت دیا ہے۔

حکومت کا یہ فیصلہ انتہائی غلط اور ضرر رساں ہے۔ اس کی وجہ سے چند مندرجہ ذیل بنیادی نقائص اور ضرر رساں اثرات مرتب ہوں گے جو پاکستان کے لیے زہرِ قاتل سے کم نہیں۔

۱۔ پاکستان اسلام کے لئے بنا تھا اور اپنے نظریات کی وجہ سے قلعہ اسلام کہلوایا تھا، جبکہ غیر اسلامی طاقتیں اس کی ازلی و ابدی مخالف اور دشمن ہیں۔ ان تعلیمی اداروں کی واگزاری کی وجہ سے یہ تعلیمی ادارے دوبارہ اسلام کے خلاف اور عیسائیت پر مبنی تعلیمات کا مرکز بن جائیں گے اور اس طرح سے معصوم ذہنوں کو اسلام اور نظریہ پاکستان سے دور کر دیا جائے گا۔

۲۔ تمام وہ مسلمان اساتذہ جو گورنمنٹ ادارہ ہونے کی وجہ سے ان اداروں میں متعین ہیں نکال باہر کئے جائیں گے۔ جس کی وجہ سے تبادلوں اور تعیناتی مشکلات میں اضافہ ہوگا۔ بلکہ اکثر کا روزگار متاثر ہوگا۔

۳۔ عوام و خواص میں مزید امتیازات کا اضافہ ہوگا۔ اور اس طرح سے قومی اداروں کے طلبہ میں پہلے سے زیادہ احساس کمتری پھیلے گا۔

۴۔ نظام تعلیم اسلامی ہونے کی بجائے مزید غیر اسلامی ہو جائے گا یا کم از کم نظام ہائے تعلیم میں اختلاف بڑھے گا اور قسم قسم کے ہو جائیں گے۔ جو ذہنی طور پر امتیازات میں اضافہ کریں گے۔ ان اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والے اعلیٰ اور نہ حاصل کرنے والے ادنیٰ متصور ہوں گے۔ اسی لحاظ سے انہیں دیگر سرکاری اداروں میں ملازمت ملا کرے گی۔ اور روزگار کے مسائل میں بھی مزید اضافہ ہوگا۔

۵۔ مشنری اداروں کی حالت بہتر بنائی جائے گی اور قومی اداروں کی حالت مزید مایوس کن ہوگی۔ ایسے ہی تنخواہوں میں بھی تبدیلی ہوگی اور تناسب بگڑے گا۔ یہ تبدیلی بھی اساتذہ میں مایوسیت کا باعث بنے گی۔

۶۔ تعلیم مزید مہنگی ہو جائے گی جس کے باعث غربا و مساکین کے بچے تعلیم حاصل نہ کر سکیں گے۔

۷۔ قومی زبان کا مسئلہ بنتے بنتے بگڑ جائے گا اور انگریزی زبان کا عمل دخل اور بھی بڑھ جائے گا۔ جس سے نہ صرف قومی زبان کا نقصان ہوگا بلکہ عربی اور اسلامیات کی ترقی بھی رک جائے گی۔

۸۔ ان اداروں کے باعث مغرب زدگی میں بھی اضافہ ہوگا "مسٹر اور ملاں" کی اصطلاحی جنگ بڑھے گی جس کے باعث نظامِ اسلام میں رکاوٹ بڑھے گی۔

۹. یہ ادارے وائز ری کے بعد مخلوط تعلیم شروع کردیں گے۔ جس کے باعث فحاشی اور عریانی میں ناقابل بیان حد تک اضافہ ہوگا۔ اور یہ مرد و زن کا اختلاط تعلیمی اداروں سے کہیں زیادہ باہر پھیلے گا۔ جس سے معاشرتی اور اخلاقی پستی عام ہو جائے گی اور ملک حقیقی' اسلامی اور اعلیٰ معاشرے سے کہیں دور ہو جائے گا۔

یہ اور ایسے ہی کئی نقائص ہیں جو ایک فیصلے میں مضمر ہیں۔ اس کے اثرات دور رس ہیں جو کہ پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اگر حکومت نے یہ فیصلہ تبدیل نہ کیا تو حکومت کا یہ وہ جرم ہوگا جس کے لئے کبھی معافی نہیں اور صاحبان شعور و ادراک' آئندہ نسلیں جس کے باعث موجودہ حکومت کے لئے بددعا کرنے پر مجبور ہوں گی۔ اللہ حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(رانا محمد شفیق خاں پسروری)

بقیہ: کسب حلال

اس کے فضل کی دعا مانگتے رہو، یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

اس آیت میں ایک بڑی اہم اخلاقی ہدایت دی گئی ہے۔ جسے اگر ملحوظ خاطر رکھا جائے تو اجتماعی و انفرادی زندگی میں امن چین نصیب ہو جائے یقیناً اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو یکساں نہیں بنایا ہے بلکہ ان میں مختلف پہلوؤں سے فرق رکھے ہیں۔ طبعی صلاحیتوں کا فرق موجب حسد نہیں ہونا چاہیئے۔ خدا کی ودیعت کردہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے رزق حلال کی تگ و دو کرنی چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مشعل راہ ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا بہترین کمائی کون سی ہے؟ آپؐ نے فرمایا

"نیک سوداگری اور انسان کے اپنے ہاتھ کی کمائی [1]"

"کوئی شخص ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر بہتر کھانا نہیں کھاتا۔" اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے [2]"

"اللہ تعالیٰ دست کار مومن سے محبت رکھتا ہے [3]"

"اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور پاکیزہ چیز قبول کرتا ہے [4]"

"حلال کی کمائی فرض نماز کے بعد دوسرا فرض ہے [5]"

۱۔ احمد و بزاز۔ ۲۔ بخاری۔ ۳۔ طبرانی و بیہقی۔ ۴۔ مسلم ...